رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

# فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں حضور نے حسن نظامی کے اس نامعقول حیلہ گریز از مباہلہ کا کہ بیس ہزار احمدیوں کے دستخط کرائے جائیں (کیونکہ اس کے چھوٹے دماغ میں کسی ناکام و نامراد تمنا بریدہ نے یہ غلط خیال جما دیا ہے کہ سیدنا اولوالعزم کی غلامی میں زندگی بسر کرنے والے اور حضور کے حلقہ بگوش بہت کم تعداد میں ہیں) جواب مدلل بتائید روح القدس لکھ کر دہلوی مجاور کے ہوش و حواس درست کر دئے ہیں اور مباہلہ کے واسطے شرائط میں اس کو اور تخفیف دی ہے۔ یہ جواب عنقریب کثرت سے طبع ہو کر شایع ہوگا

---

مکرمی جناب قاضی اکمل صاحب ۱۴ر فروری ۱۹۱۸ء واپس آ کر وطن سے تشریف لے آئے

## اعلانات نکاح

۲۹ر نومبر سنہ ۱۹۱۷ء کو بعد مغرب حکیم سید مظہر علی صاحب کے ساتھ دختر سید پیر احمد شاہ صاحب ہوشیار پوری کا بعوض مہر تین سو روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح نے نکاح پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔ آمین ٭

۲۷ر دسمبر سنہ ۱۹۱۷ء کو بعد نماز ظہر سالانہ جلسہ میں بی بی فاطمہ جمیلہ دختر مولوی احسان الحق صاحب بھاگلپوری کا نکاح میاں محمد ظریف صاحب مونگھیری متعلم بی۔ اے کلاس کے ساتھ بعوض سات ہزار روپیہ ہوا۔ خدا تعالیٰ فریقین کے لئے اس کو بابرکت کرے۔ آمین ٭

۱۵۔ فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو دختر صفدر علی صاحب مہاجر ملازم نواب محمد علیخان صاحب کا نکاح بعوض مہر پانسو روپیہ سید پیر احمد شاہ صاحب ہوشیار پوری سے ہوا۔ بابرکت ہو۔ آمین ٭

۱۷ر فروری سنہ ۱۹۱۸ء کو بعد نماز ظہر دختر سلطان محمد صاحب سیالکوٹی کا نکاح مکرمی مولوی محمد امین صاحب سابق مدرس سنجاوی حال مقیم لورالائی سے بعوض مہر دو صد روپیہ ہوا مولوی صاحب ایک نہایت مخلص جوان صالح۔ متقی احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے واسطے یہ بہت ہی مبارک کرے۔

---

**نہایت ضروری**۔ جس دوست کے پاس سنہ ۱۸۹۰ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہو۔ اس کے صرف ہیڈنگ (عنوان) یا سرخی مضمون اور تاریخ اشاعت وغیرہ کا پتہ لکھکر راقم ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیں۔ کیونکہ اس وقت حضور علیہ السلام کے اشتہارات کا مکمل مجموعہ زیر طبع ہے۔ اگر وہ اشتہار میرے پاس نہ ہوگا۔ تو اس کی نقل اس دوست سے جن کے پاس وہ ہوگا۔ لیکر شامل مجموعہ کر دیجائیگی اس میں توقف نہ ہونا چاہیئے۔ یہ بہت بڑا ثواب کا کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ حضور کے اشتہارات کامل طور پر جمع ہو کر محفوظ ہو جائیں۔ کوئی دوست اس میں بخل نہ کریں۔ نہ دیر کریں۔ جلد اس کا پتہ لکھکر بھیجدیویں ؛

## سیدنا احمدؑ اور بلادِ غربیہ

کسی خواجہ تاش نے کہا کہ خواجۂ زر پرست پر اپنے استاد سیدنا احمد مسیح موعود کا نام بلاد غربیہ میں پیش کرنا فرض نہیں۔ اس کو جواب دیا گیا۔ کہ اگر خواجہ زر پرست خدا پرست ہوتا۔ اور دین اور دیانت سے پیار رکھتا۔ تو اس کا فرض اولین تھا۔ کہ دل کو استوار اور مضبوط کرتا اور وہاں کے لوگوں کو نہایت وضاحت سے سناتا کہ خدا کا فرستادہ مسیح موعود سیدنا احمدؑ اپنے وقت پر آ چکا۔ اور اہل عالم کو اس کے لوائی صلح و امن کے نیچے جمع ہو کر اپنے نجات کا فکر کرنا چاہیئے۔ مگر خواجہ زر پرست نے خدا پرست ہونے کا ثبوت نہ دیا۔ اور غیروں کے چند کھوٹے دراہم کے عوض میں اپنے آقا اور استاد کا مبارک نام فروخت کر دیا۔ اور اپنی باطل پرستی کا ثبوت دیدیا۔ ورنہ خدا کے مقدس فرستادہ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب ہو کر یہ وصیت کی تھی کہ:۔

"تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہو پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ سنائے کہ وقت مسیح ہے"

گویا آپ نے اس فرمان میں دو فریق قرار دئے۔ ایک وہ جماعت جس کو دین اور دیانت سے پیار ہو گا۔ دوسرے وہ فریق جس کو دین اور دیانت سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ پس حضرت صاحب نے فریق اول کا یہ فرض قرار دیا، کہ وہ دل کو استوار اور مضبوط کر کے لوگوں کو یہ پیغام حق سنا دیں کہ یہ وقت مسیح موعود کا ہے۔ اور وہ مبارک انسان آ چکا ہے۔ مگر فریق ثانی اس بات کو اپنا فرض نہیں جانتا۔ اور اس مبارک پیغام کے پہنچانے سے گھبراتا ہے۔ کیونکہ اسکے دل میں کوئی استواری نہیں ؛

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کے بموجب وہ جماعت احمدیہ جس کا سردار حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا محمود احمدؑ ہے۔ ایک دیندار اور دیانت دار گروہ ہے۔ جو اس فرض کو ادا کرتا ہے۔ اور خواجہ زر پرست اور باقی خواجہ تاش ایک غیروں سے مرعوب اور بزدل گروہ ہے۔ جس کو ڈر ہے۔ کہ اگر ان کی زبان سے یہ مبارک نام بدوران تبلیغ نکلا۔ تو فوراً ان کے حق میں سم قاتل ثابت ہو گا۔ اور بہت جلدی ان کو مسجد دوکنگ سے بوریہ بستر باندھکر نکلنا پڑے گا اور نکلتے ہوئے یہ شعر ورد زبان ہو گا ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیری مسجد سے ہم نکلے

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

## کارِ ثواب

دفتر فاروق میں بعض ایسی درخواستیں آجاتی ہیں جنمیں فاروق کو بلا قیمت جاری کرنے کی التجا ہوتی ہے۔ اور ایسی درخواستیں غیر احمدی اور بعض کم استطاعت احمدیوں کی ہوتی ہیں۔ لیکن فاروق کی موجودہ اشاعت اور گرانی کاغذ وغیرہ امور ایسی درخواستہاء کے منظور کرنے سے معذور رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی دل نہیں گوارا کرتا۔ کہ ان درخواستوں کو نامنظور کر دیا جاوے۔ کیونکہ اخبارات سلسلہ کی تو غرض تبلیغ و اشاعت سلسلہ ہی ہے۔ اور جب کوئی غیر احمدی ہمارے اخبار کو پڑھنا پسند کرے۔ تو اگر ایک شخص بھی سال بھر میں اخبار کو پڑھکر داخل سلسلہ ہو جاوے تو کتنا بڑا اجر حاصل ہو گا۔ اسلئے اگر باوسعت احباب اور ذی استطاعت دوست جن کو تبلیغ سلسلہ کا دلی جوش ہے۔ اور جن کو خدا تعالےٰ نے قلب فراخ بخشا ہے۔ اگر ایک ایک یا دو دو پرچے اپنی جیب سے چندہ سالانہ عطا فرما کر ایسے کم استطاعت احمدی بھائیوں اور غیر احمدی درخواست کنندوں کے نام جاری کرا دیا کریں۔ تو موجب اجر عظیم ہو گا بلکہ اسکے متعلق ایک مستقل فنڈ ہی قائم ہو جائے۔ تو کئی پرچے مفت میں جاری ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ایک حیثیت کے احمدی اپنی اپنی بساط کے مطابق اس ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اور وہ مستقل فنڈ کھلا رہے گا۔ جسمیں ایک پیسہ دو پیسہ چار پیسہ۔ روپیہ دو روپیہ دس روپیہ غرض جو بھی کسی کو توفیق ہو۔ وہ عطا کر دیا کریں۔ تو تھوڑی تھوڑی رقم جمع ہو کر اس قسم کی بہت سی درخواستیں منظور ہو کر باعث حصول ثواب ہو سکتی ہیں۔ المحدیث امرت سری نے ایسا فنڈ کھولا ہوا ہے۔ اس کے خریداران اخبار ہمیشہ اس میں ۱ر۲ر۔ روپیہ دو روپیہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اسطرح وہ ایک کثیر رقم ہو کر کئی اخبار مفت جاری کر دیتا ہے۔ کیا احمدی احباب اس نیک اور کار ثواب میں شامل نہیں ہو سکتے؟ ضرور۔ پس ہر ایک دوست جو کچھ بھی ان سے ممکن ہے۔ اس فنڈ میں ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیا کریں۔ تو کئی پرچے فاروق کے پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے نام جاری ہو جائینگے۔ اسوقت ایک درخواست غیر احمدیوں کی لائبریری بنگلور سے آئی ہوئی ہے۔ اور ایک احمدی بھائی کی ہے۔ سردست دو درخواستوں کی منظوری کا انتظام سابق بالخیرات دوست فرماویں۔ تو ان کے نام فاروق جاری ہو گا۔ اور آئندہ اس فنڈ کو مستقل طور پر اس کے لئے قائم کر دیں ؛

## اعلان

میں نے آج کی تاریخ سے بقائمی ہوش و حواس اپنا سکونتی مکان واقعہ محلہ دارالفضل جو براڈ ڈنگ ہوس تعلیم الاسلام کے شرقی جانب برلب سڑک ہے۔ اور پختہ عمارت ہے اور شمالی حصہ دو منزلہ ہے۔ بطیب خاطر اپنی بیوی مسماۃ اللہ رکھی کے نام لکھدیا ہے کہ وہ اسکی مالک متصور ہو۔ میں نے جو مہر کا روپیہ ان کو دینا ہے۔ اسکی ادائگی اسی میں ہو گئی ہے۔ اس مکان کے شرقی جانب جسقدر اراضی ہے جس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور اسمیں اسوقت باغیچہ ہے وہ میرے قبضہ میں ہے۔ اور اسلئے وہ جگہ میری اس تحریر میں شامل نہیں ؛

خاکسار دانش فخر ۔ قادیان ۲۲ر فروری ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم


# اخبار فاروق

(کمیونی کیشنڈ)

قادیان۔ یوم پنجشنبہ ۲۱ر فروری ۱۹۱۸ء


## نزول فضل

### فضل کیا چیز ہے

قرآن مجید میں فضل کا لفظ بہت سے مقامات پر آیا ہے۔ اور اس کا مفہوم و معانی نہایت وسیع ہیں۔ مگر عام طور پر اس سے یہ چند نعمائے الٰہی مراد ہو سکتی ہیں :-

خدا تعالیٰ کی خوشنودی۔ فراغ بالی و کشائش رزق۔ اغیار پر برتری۔ مشکلات کا حل۔ اموال میں برکت۔ اولاد صالح میں بڑھوتری۔ فلاح و بہبود کی راہیں نکلنا۔ دشمنان دین کی نامرادی۔ اور انصار اللہ کا بول بالا وغیرہ وغیرہ۔

نزول فضل اس کا نام نہیں ہے کہ ایک سونے کا ستون آسمان سے زمین تک کھڑا ہو جائے یا اشرفیوں کی تھیلیاں لگاتار برسنی شروع ہو جائیں۔ ایسا تو نہ اب تک ہوا ہے۔ نہ آئندہ ہونے کی امید ہے۔

### مجموعی اور انفرادی حالتیں

جو قومیں کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے فضل کی وارث ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق یہ بھی ایک سنت اللہ یا مسلمہ قانون قدرت ہے۔ کہ ان کے مجموعی اور انفرادی حالات میں بطور قاعدہ کلیہ تطابق نہیں ہوا کرتا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم کے افراد عام طور پر دنیا میں معزز فراغبال اور اپنے اغیار پر غالب ہوں۔ لیکن فرداً فرداً پرتال کرنے پر اسکے خلاف بھی بہت سی نظیریں مل سکیں لیکن اکثر کی حالت کل کے حکم میں شمار ہوتی ہے۔ وگرنہ تاریخ سے یہ ثابت ہونا غیر ممکن ہے کہ کسی قوم پر خدا کا فضل ہوا ہو۔ اور اس میں کسی فرد واحد کی بھی حالت مخلج فضل نہ رہی ہو۔ اگر ایسا ہونے لگے۔ تو انسانی تمدن اور اخلاق کے بہت سے فضائل ان کا محل و معرف اڑ جانے سے اس قوم میں بالکل کالعدم ہو جائیں۔ پھر فضل کے آثار ظہور بھی کہیں نظر نہ آئیں۔ مختصر مگر صاف لفظوں میں یوں سمجھو۔ کہ جب قوم کا ایک اک متنفس بجائے خود فراغ بال و خوشحال ہو۔ تو باہمی ہمدردی اور احسان و مروت کا سلسلہ اس کے تمدنی تعلقات میں کہاں اور کیونکر ظہور ہو سکتا ہے؟ پس خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا مقتضیٰ یہی ہے۔ کہ جمیع افراد یکساں حالت میں نہ رکھی جائیں۔ بلکہ جس قوم کا شاہ ہو۔ اسی میں گدا بھی ہوں۔ اور علیٰ ہذا القیاس درمیانی بے شمار مدارج و طبقات کے لوگ بھی۔

### افضال الٰہی کا احساس اور اس کا شکر و سپاس

افضال الٰہی کا نزول افراد یا مجموعہ افراد پر ہمیشہ ایسے رنگ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ شکر گذار اہل بصیرت برابر اس کے آثار ظہور کو دیکھ دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر جنکے قلوب میں کسی نہ کسی قسم کا مرض اور زنگ ہوتا ہے۔ وہ نئی نئی توقعات کے فراق میں تڑپتے۔ اور ہر سال ہر ماہ ہر روز بلکہ ہر آن کسی حالت منتظرہ کے لئے بے چین رہتے۔ اور ایک خارق عادت انقلاب کے نقد قریب سین دل ہی دل میں کھینچ کر واقعات کی شکل میں بڑی پرشوق نگاہوں سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ مگر جب کہیں نہیں پاتے۔ تو معاذ اللہ خدا کے وعدوں تک سے بدظن ہو کر بصد حسرت و یاس اسی تاریکی ضلالت کی طرف قدم اٹھانے لگتے ہیں جس سے نکلکر فلاح و ہدایت کے امید افزا میدان میں بڑی بڑی امنگوں سے آئے تھے۔ یہ عبرتناک حالت اکثر زیغ قلوب بعد دین کے پردہ میں دنیا طلبی کے سبب پیش آیا کرتی ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین

### نزول فضل کے لوازم ضروری

یہ سچ ہے کہ خدا جسے جو کچھ چاہے۔ چھپر پھاڑ کے بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اگر اقوام و افراد کے عروج و زوال پر نظر غائر ڈالی جائے۔ اور قرائن ظاہری کے ساتھ روحانی و باطنی اسباب و علل کی بھی کرید کی جائے۔ تو بالاکثر یہی اصول صادق آئے گا۔ کہ جب تک دہر سے کوئی جاذب فضل تبدیلی عمل میں نہ آئے۔ تب تک فضائے آسمانی خواہ مخواہ کسی پر اپنی متاع کو لٹاتی نہیں پھرتی۔ حتیٰ کہ اگر تم بلحاظ اپنے ایمان اور تقوے اور دینی اعمال صالحہ کے خدا کی محبوب قوم میں سے بھی ہو۔ پھر بھی رعایت اسباب کو نظر انداز کرنے کی حالت میں چاہے وہ عمداً ہو قانون قدرت تمہاری خاطر توڑا نہیں جائے گا۔ اور نتیجہ ہمیشہ زہر کھانے کا موت ہی ہوگا۔ ایک شخص زمینی سرکار کا چاہے کتنا ہی ہوا خواہ اور دوست دار ہو۔ مگر ریل والے کبھی بلا ٹکٹ اسے گاڑی پر نہ چڑھنے دینگے۔ نہ ڈاک خانہ اس کے خطوط بلا محصول پہونچائے گا۔ نہ عدالت بغیر کورٹ فیس لئے اس کے مقدمات فیصل کریگی اسی طرح آسمانی سرکار نے بھی اپنے کچھ اصول رکھے ہیں۔ جن کی پابندی آئین دنیا و دین میں لازماً کرنی پڑتی ہے۔ اور جدا جدا محکمے اپنے اپنے ضوابط منوانے کے بدون کسی کو کہیں بھی کامیاب نہیں ہونے دیتے

پس اگر فضل کے منتظر ہو۔ تو اس کی شناخت بھی پیدا کرو۔ اور قدر کرنا بھی سیکھو۔ مبادا! وہ آئے۔ مگر تم ترستے ہی چلے جاؤ۔ اگر اسکے محتاج ہو۔ تو اپنی دعاؤں پر اکتفا نہ کرو۔ بلکہ مستحق اور اہل بھی بنو۔ ایسا نہو تمہاری حالت سے بیزار ہو کر نصرت کے بادل اوپر ہی اوپر پڑ جائیں۔ اگر جاذب فضل اعمال کی ضرورت محسوس کر کے ان میں ساعی ہونے پر آمادہ ہو تو یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ من حیث القوم تو فضل کے وارث جبھی بنو گے۔ جبکہ روحانی ترقی و اصلاح عقائد کے دوش بدوش اپنے اخلاق۔ تمدن۔ معاملات۔ کاروبار کو بھی اسی محکم اصول تبدیلی کے ماتحت رکھو۔ جسپر کاربند ہوئے بغیر آج تک کبھی کوئی فلاح یاب نہیں ہوا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی نہاں در نہاں مصلحتوں کے ماتحت جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کا روکنے والا نہیں۔ ربنا و اتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامہ۔ انک لا تخلف المیعاد۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# تبلیغ رسالت

## جہاں مثلِ زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
## تماشا ہے وہ یوسف بنکے خود بازار میں آئے

میں خداوند جل و علا کا ہزار در ہزار شکر گذار ہوں جس نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ اسکے رسول مقبول حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامے کو جو حضور کے خاص قلم سے لکھے ہوئے جواہرات اشتہارات کی شکل میں منتشر ہو رہے تھے۔ اور آج تمام دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہو چکے تھے۔ محفوظ کرنے کا لینے پورا اہتمام کر لیا۔ اور اس کا نام تبلیغ رسالت تجویز کیا ہے۔ اور خدا کے کرم و رحم نے میری دستگیری فرما کر مجھے ایک مکمل مجموعہ اشتہارات کا بہم پہونچا دیا۔ گو اس زمانہ جنگ میں جبکہ ہر چیز کی گرانی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ خاص کر کاغذ علاوہ چوگنی قیمت ہونے کے کمیاب بھی ہے۔ یہ عظیم الشان کام بہت سے اخراجات چاہتا ہے۔ الا یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے اس کام کی انجام دہی کے واسطے سب اسباب مہیا فرما دیئے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

### کام شروع ہو گیا

کاتب اشتہارات کو لکھ رہا ہے مقدور بھر کوشش سے جسقدر اشتہارات بھی مجھے دستیاب ہو سکے۔ وہ جمع کر لئے ہیں۔ اور میرا گمان غالب ہے۔ کہ اس جمع شدہ مجموعہ کے علاوہ شاید ہی ایک دو اشتہار ہوں۔ جو مجھے نہیں مل سکے۔ ورنہ تمام و کمال اشتہارات دستیاب ہو گئے ہیں۔ احباب کے مشورہ سے یہ بھی قرار پایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جو اشتہار اپنی مصنف کتابوں میں ارقام فرمائے ہیں۔ وہ بھی اس مجموعہ میں شامل کر لئے جائیں۔ تا کوئی اشتہار خواہ کتابوں میں ہو یا اخباروں میں یا علیحدہ شکل میں۔ اس مجموعہ سے باہر نہ رہ جائے۔ بنا بریں میں نے حضور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے تمام اخبارات سے حتی کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بھی جو اشتہار حضور نے براہین احمدیہ کے متعلق شائع فرمائے۔ سب جمع کر کے شامل مجموعہ ہذا کر دیئے ہیں۔ اسیوجہ سے یہ ایک مکمل مجموعہ دس جلدوں میں ہوگا ؛

### جلد درخواست کرو

اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ہر جلد ۱۶۰ صفحہ کی ہوگی۔ جسکی قیمت ایک روپیہ فیجلد رکھی گئی ہے۔ اور ہر جلد کی اسی قدر تعداد چھپوائی جائے گی۔ جسقدر درخواستیں معہ ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی کے میرے پاس پہونچ جائینگی۔ زائد چھپوانے کا انتظام نہیں ہو سکا۔ صرف (۴۰۰) چار سو جلدیں طبع ہونگی۔ اور بجز ان خریداروں کے جن کی رقم پیشگی وصول ہو جائیگی دوسرے احباب اس سے بالکل محروم رہینگے۔ میں بار بار اعلان کر چکا ہوں۔ اور معزز ہمعصر الفضل کے ذریعہ بھی اطلاع دے چکا ہوں۔ جن دوستوں کو اس نعمت بے بہا کا حاصل کرنا منظور ہے۔ وہ فوراً اپنی اپنی درخواست معہ ایک روپیہ قیمت پیشگی کے خاکسار کے نام بھیجدیں۔ بغیر درخواست و قیمت پیشگی یہ جواہرات کا خزانہ کسی کو نہ ملیگا۔ پس بعد میں کوئی نہ شکایت کرے نہ افسوس۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو دوست ایک روپیہ پیشگی عطا فرماویں۔ ان کو تمام مجموعہ یعنے دس ۱۰ جلدوں کا خریدنا لازمی ہوگا۔ اور ہر جلد کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اور کل مجموعہ دس جلد کی قیمت دس روپیہ۔ جن کو یکمشت قیمت ادا کرنے کی خدا نے توفیق دی ہے۔ وہ دس روپے یکمشت بھیجدیں اور جو کم استطاعت ہیں۔ وہ ہر حصہ کے چھپنے کے وقت ایک ایک روپیہ ادا کرتے رہیں۔ اور ایک روپیہ پیشگی بھیجدیں ؛

### اولوالعزم کی خریداری

میں اپنی خوش قسمتی اور اس خاص خدمت سلسلہ کی قبولیت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ یہ نا حضرت اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس مجموعہ کو پانچ مکمل جلدیں خرید فرمائیں اور پیشگی روپیہ بھی عطا فرمایا۔ یہ میرے لئے نہایت ہی موجب فخر و عزت اور اس مجموعہ کی اس ضرورت خاص کا ثبوت ہے جسکو میں بارہا عرض کر چکا ہوں۔ کہ اس نایاب خزانہ کو محفوظ کر لینا اور دنیا میں پھیلانا ہمارا فرض ہے ؛

### سیٹھ عبداللہ صاحب کی امداد

حضور امیر المومنین کے عطیہ کے ساتھ ہی سب سے زیادہ قابل شکریہ برادرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی ہیں۔ جنھوں نے بہت بڑی امداد اس کار خیر میں فرمائی۔ اور اوس کے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالے ان کو اس کی بہت بہت دین و دنیا میں جزاء نیک عطا فرماوے۔ آمین

### شکریہ احباب

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنھوں نے میری آواز کو سنا۔ اور سالم مجموعہ کی قیمت عطا فرما کر ثواب امداد حاصل کیا :-

(۱) مکرمی ماسٹر قادر بخش صاحب ہوشیارپور ۱ر
(۲) مکرمی بابو علی اکبر صاحب سپرواٹزر ۱ر
(۳) مکرمی خان صاحب محمد علیخان پوسٹمکل تحصیلدار بھوں ۱ر
(۴) جماعت احمدیہ مردان ۱ر
(۵) مکرمی حافظ سید عبدالوحید و سید عبدالحمید صاحب معصومی ۱ر
(۶) ای عبدالقادر صاحب کٹی رنگون ۱ر
(۷) مکرمی محمد غنی صاحب احمدی بسین ۱ر
(۸) مکرمی ایم۔ ایل مریکر صاحب رنگون ۱ر
(۹) مکرمی شیخ مشتاق حسین صاحب میٹ ایجنٹ سیالکوٹ ۱ر
(۱۰) مکرمی شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن ۱ر

اللہ تعالے ان سب احباب کو دین و دنیا میں کامیاب و بامراد کرے۔ اور اجر عظیم عطا فرماوے۔ آمین ؛

### سکرٹری صاحبان انجمنہائے

میں جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی اسطرف توجہ مبذول کراتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی زیر اثر جماعت میں اگر تحریک کر کے اس قابل قدر گوہر نایاب مجموعہ اشتہارات کے لئے خریدار بہم پہونچا کر ایک ایک روپیہ پیشگی جو کچھ بھی چیز نہیں وصول کر کے جلد ارسال فرماویں۔ تو کام میں آسانی ہوگی۔ اور یہ مجموعہ زیادہ تعداد میں طبع کرایا جائے گا۔ ورنہ کسی کو پھر یہ نعمت نہ ملے گی۔ خصوصاً لاہور۔ شملہ۔ حیدرآباد۔ کلکتہ لودھیانہ۔ انبالہ۔ دہلی۔ سیالکوٹ۔ فیروزپور۔ راولپنڈی جہلم۔ پشاور۔ قصور۔ امرتسر۔ پاکپٹن۔ گوجرانوالہ۔ شاہجہانپور۔ بریلی۔ پٹیالہ۔ علیگڈھ۔ غیر دیلی افریقہ۔ ملتان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# بانی آریہ سماج کے اقوال میں

## تناقض کے چند نمونے

(از ماسٹر فضل حسین صاحب احمدی)

ہم آج پنڈت دیانند صاحب کی تحریرات سے چند تناقضات کے نمونے آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ آریہ صاحبان مہربانی فرماکر ہماری ضرور تسلی کرینگے ۔ کیا آریہ صاحبان سے ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ ان متضاد بیانات کی جو سوامی جی کی تحریرات میں موجود ہیں ۔ تطبیق کرکے دکھلائینگے ۔ ہرگز نہیں کیونکہ ہم نے پہلے بھی کئی ایک دفعہ اخبار فاروق میں چند سوالات بغرض جواب شائع کئے تھے ۔ لیکن افسوس کہ آج تک کسی بھی آریہ پرش نے ہمارے سوالات کا جواب نہ دیا ۔ جب یہ بات ہے ۔ تو اب ہم ان سے کیا امید کرسکتے ہیں کہ اس دفعہ وہ ضرور ہی ان متضاد بیانات کی تطبیق عقلی و نقلی دلائل سے کرکے ویدک دھرم کی سچائی کا ثبوت دینگے ؟ اگر اب بھی جواب نہ ملا ۔ جیسا کہ پیشتر تجربہ ہوچکا ہے ۔ تو آریوں پر اور ہمارا قرضہ چڑھ جائیگا ۔

### پرمیشور تینوں زمانوں کا حال نہیں جانتا

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳ پر جواب سوال ۵۲ سوامی جی سائل کے سوال کا جواب فرماتے ہیں :۔

"پرمیشور (خدا) کو تینوں زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے ۔ کیونکہ زمانہ ماضی وہ ہے ۔ جو ہوکر نہ رہے ۔ اور زمانہ مستقبل وہ ہے جو نہ ہوکے ہووے کیا کبھی یہ ہوسکتا ہے ۔ کہ ایشور کو کوئی علم ہوکر نہیں رہتا یا نہ ہوکر ہوجاتا ہے (یعنے پہلے سے نہیں ہوتا بعد میں ہوتا ہے) نظر بریں پرمیشور کا گیان ہمیشہ یکساں اور ناشکستہ بنا رہتا ہے ۔ ماضی اور مستقبل جیوؤں (روحوں) کے واسطے ہے ۔"

پیارے ناظرین! یہاں سوامی جی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خدا کو تینوں زمانہ کا جاننے والا ماننا جہالت کا کام ہے ۔ یعنی جو ایسا کہے ۔ وہ جاہل ہے (بہت خوب)

### ایشور تینوں زمانوں کا حال جانتا ہے

آگے ذرا اب سوامی جی کی دوسری کتاب رگوید بھاش بھومکا کے صفحہ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہاں سوامی جی کیا فرمارہے ہیں :۔

"ایشور (خدا) تری کال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے (اس منتر کے معنی یہ ہیں) مجھ ایشور کی زمانہ ماضی و حال و نیز زمانہ آئندہ سے حمد و ثنا کرتے رہے ہیں ۔ اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کرینگے اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ۔" معزز ناظرین ۔ ہر دو جلی شدہ عبارتوں کا مقابلہ کریں ۔ کسقدر تناقض ظاہر ہو رہا ہے ایک جگہ تو سوامی جی کہہ رہے ہیں کہ پرمیشور کو تینوں زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے ۔ اور پھر لطف کی بات یہ کہ خود ہی دوسری کتاب میں اسکے ورودھ (خلاف) لکھ رہے ہیں ۔ اے آریہ سماجیو! سوامی جی کا پہلا کلام صحیح ہے ۔ تو پھر سوامی جی کے علم و فضل پر سخت دھبہ لگتا ہے ۔ جس کی تلافی کے لئے آریہ صاحبان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ۔ سوائے اسکے کہ وہ ہر دو بیانات کی تطبیق کرکے دکھلائیں مگر ؎

ایں خیال است و محال است و جنون

والا ہی معاملہ ہے ۔

### خدا جگہ کا محتاج نہیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۸۷ اعتراض ۱۴۱ میں لکھتے ہیں

"(خدا کو) کسی چیز کی ضرورت (احتیاج) نہیں ۔ جب اسکی کرسی ہے ۔ تو وہ محدود المکان ہوا ۔ اور جو محدود المکان ہے ۔ وہ خدا نہیں کہلاتا ۔ کیونکہ خدا تو وبیاپک یعنی محیط کل ہے ۔" (بہت خوب! ہم بھی اس قول پر صاد کرتے ہیں) مگر غضب تو یہ ہے کہ ایک جگہ تو سوامی جی کہدیتے ہیں کہ خدا ہی وہ نہیں کہلاسکتا ۔ جو کسی جگہ کا محتاج ہو ۔

### خدا جگہ کا محتاج ہے

مگر دوسری جگہ خود ہی ایسا لکھدیتے ہیں کہ خدا جگہ کا محتاج ہے ۔ دیکھئے ۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۶ ۔ جہاں سوامی جی عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ "خدا ۔ جہان کی علت مادی (پرکرتی) (روح) جیو کہاں رہتے تھے ؟ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی ۔ اسلئے تمہاری بائبل کا قول معقول نہیں ۔"

پیارے ناظرین! دیکھئے کس قدر تناقض ہے ۔ ایک جگہ خود ہی خدا کے محدود المکان ہونے کی تردید کرتے ہیں ۔ اور لکھتے ہیں ۔ کہ اگر ایسا ہو ۔ تو وہ خدا نہیں کہلا سکتا ۔ مگر دوسری جگہ پہلے قول کی خود ہی تردید فرماتے ہیں کہ :۔ "خدا بغیر جگہ کے نہیں ٹھہر سکتا ۔ سو جو چیز بغیر جگہ کے نہیں ٹھہر سکتی ۔ لامحالہ ماننا پڑے گا ۔ کہ وہ محدود المکان ہو ۔ پس اگر آریوں کا خدا بقول سوامی جی جگہ کے بغیر نہیں ٹھہر سکتا ۔ تو وہ محدود المکان ہوا ۔ بلکہ سوامی جی کے اول قول کی رو سے وہ خدا کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہوسکتا ۔ امید ہے کہ سوامی جی کی عبارت سے ہم نے جو زبردست تناقض ظاہر کیا ہے ۔ اس کا جواب آریہ صاحبان عنایت فرمادینگے ؎

### تین چیزیں ازلی ہیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۰ پر سوامی جی سوال و جواب کے رنگ میں لکھتے ہیں :۔

سوال "کیا پرکرتی (مادہ) کو خدا نے پیدا نہیں کیا ؟

جواب ۔ نہیں وہ ازلی ہے ۔

سوال ۔ ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں ؟

جواب ۔ ایشور ۔ جیو ۔ اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تین چیزیں ہی ازلی ہیں ؎

ناظرین ۔ یہاں سوامی جی تین چیزوں کو ازلی پکار رہے ہیں

### پانچ چیزیں ازلی ہیں

ذرا آگے چلکر صفحہ ۲۴۸ ملاحظہ فرمائیں تو تین کی بجائے پانچ اشیاء کی ازلیت نظر آئیگی ۔ دیکھئے :۔ "اس لئے جسکی علت نہ ہو ۔ وہ سب معلولوں کی علت ہوتی ہے ۔ کیونکہ کسی معلول کی ابتدا میں تین علتیں ضرور ہوتی ہیں جیسے کہ کپڑا بننے کے لئے جولاہا ۔ روئی کا سوت اور نلی وغیرہ موجود ہوں تو کپڑا بنا جاتا ہے ۔ اسیطرح پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور پرکرتی ۔ کال (زمانہ) اور آکاش اور نیز جیو ۔ جو ازلی ہیں موجود ہوتے ہیں ۔ ان سے دنیا کی پیدائش ہوتی ہے ۔ اگر انمیں سے ایک بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت یوسف (علیہ السلام) پر ایک الزام

## اور اُسکی تردید

(از منشی محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

حال میں ایک اردو ترجمہ قرآن کریم کا مولوی حمید الزمان حیدر آبادی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جسکے صرف تیرہویں پارہ کا پہلا ورق میری نظر سے گذرا۔ جو بطور نمونہ بھیجا گیا ہے۔ آپ وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم کے متعلق حاشیہ پر یہ نوٹ تحریر فرماتے ہیں:۔

"کہتے ہیں جب حضرت یوسفؑ نے یہ کہا کہ میں نے عزیز کی پیٹھ پیچھے اسکی چوری نہیں کی۔ تو جبرائیلؑ نے کہا۔ کیا اُسوقت بھی تم نے چوری نہیں کی۔ جب تم نے قصد کیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اسپر حضرت یوسفؑ شرمندہ ہوئے۔ اور یہ فرمانے لگے۔ کہ میں پاک نفسی کا دعوےٰ نہیں کرتا۔"

میں حیران ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے قرآن کریم کی کس آیت یا حدیث سے یہ مطلب اخذ کیا ہے۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ کی بریت اسی سورہ کی کئی اور آیات کرتی ہیں۔ اور تمام واقعات اس کے خلاف ہیں۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:۔ ولما بلغ اشدہ اتینہ حکماً وعلماً وکذلک نجزی المحسنین۔ حضرت یوسفؑ محسن تھے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے ایسے فرمانبردار کہ خداوند کریم کو سامنے دیکھتے تھے۔ اور جو اپنے آقا کو سامنے دیکھتا ہو وہ نافرمانی کیسے کرسکتا ہے ؎

پھر جب زلیخا نے ھیت لک کہا۔ تو حضرت یوسفؑ نے جواب دیا۔ معاذ اللہ ان ربی احسن مثوای۔ انہ لا یفلح الظالمون۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب زلیخا حضرت علیہ السلام کو بدی کے ذریعہ پھسلانا چاہا۔ اور بناؤ سنگار کرکے بلایا۔ اور دروازہ بند کرلئے اور کہا۔ کہ میں تیار ہوں۔ تو حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ توبہ توبہ میرے اللہ نے مجھے عمدہ سے عمدہ حالت میں رکھا ہے۔ اسلئے میں یہ حرکت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ ظالموں کا کام ہے اور ظالم بامراد نہیں ہوتے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے حضرت یوسفؑ کو بدی اور بے حیائی سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ وہ ہمارا برگزیدہ بندہ تھا۔ پھر قرآن کریم سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ اس حرکت سے سخت متنفر تھے۔ حتیٰ کہ آخر کار وہ مکان سے باہر ہوگئے۔ اور زلیخا بھی پیچھے دوڑی۔ اور اس نے کرتہ کھینچ کر پھاڑ دیا۔ مقدمہ چلا۔ آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام بری اور زلیخا ملزم ثابت ہوئی اور یہ فیصلہ زلیخا کے خاوند اور اسکے گھرانے میں سے ایک شخص نے دیا ؎

پھر زلیخا دیگر عورتوں کو کہتی ہے کہ میں نے تو اسے بدی کی پوری پوری ترغیب دی تھی۔ مگر یہ بچ ہی گیا۔ اب اگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا۔ تو میں قید کرادونگی اور یہ ذلیل وخوار ہوگا۔ اس دھمکی سے بجائے اس کے کہ حضرت یوسفؑ خوف کرکے بدی کی طرف مائل ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ الٰہی مجھے قید ہی اچھی ہے پھر اللہ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اسے بدی سے بچا لیا۔ کیونکہ ہم دعا سننے جانتے ہیں۔ پھر قید خانے جاکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کام ہے۔ پھر جب بادشاہ کے پاس مقدمہ پیش ہوا۔ تو عورتوں نے بیان دیا۔ کہ حاشاء للہ ہم نے کسی قسم کی بدی یوسفؑ میں نہیں دیکھی۔ اور زلیخا نے بیان دیا کہ میں نے بدی کی ترغیب دلائی تھی۔ مگر وہ خود بڑا راست باز ہے۔

پس قرآن کریم کی ان آیات اور واقعات کے ہوتے ہوئے جن سے حضرت یوسفؑ کی کھلی کھلی بریت ثابت ہوتی ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت یوسفؑ نے معاذ اللہ دل میں خیانت کی تھی۔ اور بدی کا قصد کیا تھا۔ خدا کے ایک محسن۔ اور برگزیدہ بندہ پر اور خدا کے رسول پر سخت افترا ہے۔ جس سے توبہ کرنی ضروری ہے علیم بذات الصدور تو اللہ کی ہی ذات ہے۔ حضرت جبرئیل کو اللہ جلشانہ جسقدر پیغام کسی نبی یا رسول کی طرف دیکر بھیجے۔ وہ اسی قدر پیغام پہونچاتا ہے نہ اس سے زیادہ نہ اسے کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔ اور نہ وہ کم پہونچاتا ہے۔ پس جب اللہ جلشانہ نے تو حضرت یوسفؑ کی جابجا بریت ظاہر فرمائی ہے۔ اور تعریف کی ہے۔ اور بار بار ان کی بابت محسن۔ صادق۔ اور مخلص کا لفظ آتا ہے۔ تو حضرت جبرائیلؑ کو یا مولوی صاحب (جنھوں نے یہ نوٹ دیا ہے) کو حضرت یوسفؑ کے دل کا حال کیسے معلوم ہوگیا۔ کیا انہیں علم غیب کا دعوےٰ ہے یا قرآن شریف کی کس آیت یا حدیث سے ایسا معلوم کیا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ ورنہ اس خیال سے توبہ کریں ؎

اگر مولوی صاحب یہ کہیں۔ کہ یہ مطلب قرآن کریم کی آیت۔ ولقد ھمت بہ وھم بھا سے ثابت ہوتا ہے۔ تو اس کی بابت یہ عرض ہے۔ کہ اس آیت کو ہم آیات متشابہات کے ذیل میں لائینگے۔ اور ایسی آیات کے معانی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی دیگر آیات کا۔ اور تاریخی واقعات کا۔ اور جسکے متعلق وہ آیت ہے۔ اس کی زندگی وحالات کا لحاظ کرکے معنی کئے جاویں۔ پس جبکہ قرآن کریم کی دیگر آیات سے حضرت یوسفؑ کی بریت۔ صداقت اور عصمت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی حدیث مخالف نہیں۔ مقدمات کا انجام ان کی پاکدامنی پر دال ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالےٰ محسن و برگزیدہ بندہ فرماتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس آیت کے ہم وہ معنی کرینگے۔ جو ایک نبی کی شان کے خلاف نہوں سو اس آیت کریمہ ولقد ھمت بہ وھم بھا کے صحیح معنی یہ ہیں۔ کہ زلیخا نے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے حضرت یوسفؑ کا مقابلہ کیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے بدی سے بچنے کے لئے زلیخا سے مقابلہ کیا ؎

یہ معنے کرنے کہ بدی کا زلیخا نے بھی قصد کیا۔ اور معاذ اللہ حضرت یوسفؑ نے بھی دل میں قصد کیا۔ تو اس سے قرآن کریم کی دیگر آیات پر اور ایک نبی کی عصمت پر سخت حملہ ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا کے برگزیدے ایسی باتوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا گناہ ہیں۔ ان لوگوں کے دل میں کبھی بدی کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خدا کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ وہ خدا کی کُل ہوتے ہیں۔ اور ان کا ہر ایک فعل خدا کے منشار کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ پھر حضرت یوسف نے وما ابرئ نفسی کا اقرار کیوں کیا سو واضح ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ الصمد یعنی بے نیاز ہے۔ ہر کہ عارف تر است۔ لرزاں تر است والا مقولہ مشہور ہے۔ ایک شخص جسے علم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے وہ اس میں ہاتھ نہ ڈالے گا۔ پس ان لوگوں کو جس قدر خدا کی معرفت۔ تقویٰ و قرب الٰہی اور مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اسی قدر خدا کی بے نیازی سے اور اس کی گرفت سے خائف ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا کا برگزیدہ کوئی نہیں گذرا نہ گذرے گا۔ آپ سے خدا کی کامیابی و فتح کے وعدے تھے۔ جنگ بدر میں ایسے مضطر ہو کر اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں کرتے تھے۔ اور ایسی بے قراری آپ کی طبیعت میں تھی۔ کہ حضرت ابوبکرؓ جیسا انسان دیکھ کر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ جبکہ آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے اسلام کی فتح و کامیابی کے وعدے ہیں۔ تو پھر آپ اسقدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ اس کا جواب فخر رسلؐ نے یہ دیا کہ اے ابوبکرؓ اللہ کے بیشک وعدے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ بڑا بے نیاز ہے۔ اسے کسی کی کیا پروا ہے۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں ہم سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو جاوے۔ جس کی وجہ سے خدا کا وعدہ پورا ہونے میں دیر ہو جائے۔ ایسا ہی ایک موقع پر جبکہ بادل گھٹا ٹوپ آیا۔ اور حضرت نبی کریم بڑے کرب میں تھے۔ اور استغفار کرتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ نے آپ کی حالت دیکھکر عرض کی۔ یا رسول اللہ سارا جہان بادل دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور آپ کو بہت تکلیف میں میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ پہلے ایک قوم گذری ہے۔ قرآن کریم میں اس کا بیان ہے۔ کہ فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا۔ بل ھو ما استعجلتم بہ۔ ریح فیھا عذاب الیم۔ تدمر کل شئ بامر ربھا فاصبحوا لا یرٰی الا مسکنھم کذالک نجزی القوم المجرمین۔ ایک بار بادل آیا۔ دیکھ کر۔ کہنے لگے۔ یہ بادل ہم پر برسے گا۔ تو وارے نیارے ہو جاوینگے اللہ فرماتا ہے۔ وہ بادل ان کے لئے کوئی خوشی کا موجب نہ تھا۔ بلکہ اس میں وہ عذاب تھا۔ جسے وہ مانگ رہے تھے۔ ایک ہوا تھی۔ جسمیں دردناک عذاب تھا۔ ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے جڑ سے اکھیڑ پھینکتی جاتی تھی۔ اگلی صبح کو ان کے مکان ہی مکان رہ گئے۔ اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے کیونکہ جو خدا سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ان بادل میں بھی عذاب نہ ہو۔

پھر قرآن کریم میں حکم ہے کہ لا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو پاک مت کہو۔ اس حکم کے ماتحت یہ قوم خدا سے بڑی خائف رہتی ہے۔

پھر قرآن کریم میں بار بار استغفار کا حکم ہے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی استغفار کیا کرتے تھے۔ حتی کہ ایک ایک مجلس میں ستر ستر یا سو سو بار استغفار پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور یہ کامل انسان جو سرور انبیاء و افضل الرسل ہیں۔ ہر وقت ربنا انی ظلمت نفسی کا ورد رکھتے تھے۔ اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ بھی چونکہ اسی پاک گروہ میں سے تھے۔ بادشاہ نے جب قید خانہ سے بلایا۔ تو چونکہ وہ مصلح بننے والے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا۔ اس لئے الزام کو دور کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء و رسل کو تمام عیب دار باتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ تا لوگ طعن کر کے مورد عذاب نہ بنیں۔ ایسا ہی یہ لوگ اپنے کسی فعل سے مخلوقات الٰہی کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں دیتے جس سے وہ خدا کے کسی نبی پر اعتراض کر کے ہلاکت کے گڑھے میں گریں۔ چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ آپ کی کوئی بیوی رضؓ رات کے وقت آنحضرتؐ کی خدمت مبارک میں تشریف لائیں۔ جب وہ واپس گھر کو تشریف لے چلیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہیں مسجد سے باہر تھوڑی دور تک چھوڑنے تشریف لے گئے۔ رستے میں دو انصار ایک جگہ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ایک طرف ہو گئے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے چونکہ مخلوقات کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے خیال آیا کہ مبادا ان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالے کہ ایسے وقت میں خدا کا نبی کس عورت کے ساتھ جا رہا ہے۔ اس بدگمانی کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ خدا کا غضب ان پر اتر آئے۔ اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے میں روک ہو۔ اس لئے حضورؐ نے اپنی اس بی بی کا نقاب اتار کر ان کو دکھایا کہ دیکھو یہ میری بیوی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی نسبت ایسا گمان۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الشیطان یجری کمجری الدم۔ یعنے جیسے خون انسان کے جسم میں دورہ کرتا ہے ایسے ہی شیطان بھی انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جہاں موقعہ پایا۔ وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلئے میں نے ایسا کیا۔ تا کسی کو شک کا موقع نہ ملے۔ اسی اصول پر کاربند ہو کر حضرت یوسفؑ نے ایلچی کو کہا۔ کہ اپنے بادشاہ کو جا کر کہو۔ کہ پہلے عورتوں والے مقدمہ کا بعد تحقیقات فیصلہ کیا جاوے تب قید خانہ سے نکلوں گا۔ تحقیقات ہوئی۔ اور اس میں حضرت یوسفؑ بری ہوئے۔ تب وہ قید خانہ سے نکلے۔ حضرت یوسف پھر فرماتے ہیں کہ اس تحقیقات سے میری یہ بھی غرض تھی۔ کہ تا عزیز مصر کو یہ یقین ہو جاوے۔ کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اسکی کوئی خیانت نہیں کی۔ یعنے اس کی بیوی کے ساتھ کوئی کسی قسم کا بد ارادہ نہیں کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انکو جو خیانت کریں یا بری تدبیریں کریں۔ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں کرتا۔ اور میں تو کامیاب و مظفر و منصور ہو گیا ہوں۔ یہاں تک تو حضرت یوسفؑ نے اس حد تک اپنی بریت کے لئے کوشش کی۔ جہاں تک ایک نبی کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام قرآن کریم کے حکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولا تزکوا انفسکم کی وجہ سے اور انبیاء کو جو کبر نخوت اور انانیت سے پرہیز ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے انکساری کا معاً خیال آتا ہے۔ اور استغفار کرتے ہیں۔ اور خدا کے حضور اپنے آپ کو گرا کر کہتے ہیں کہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم۔ میں گناہوں سے پاک نہیں۔ کیونکہ انسان کا نفس سوائے اللہ کے رحم کے بدیوں سے بچ نہیں سکتا۔ اگر غلطی ہو بھی جاوے تو پھر اللہ غفور رحیم ہے۔ اس کی بخشش کا امیدوار ہوں اسجگہ یہ بات یاد رکھنی ہے۔ کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے جو یہ کہا ہے۔ کہ میں اپنی جان کو پاک نہیں رکھتا۔ وہ صرف انکساری و کسر نفسی کے طور پر ہے۔ اور لاتزکوا انفسکم کے حکم کے ماتحت ہے۔ پھر یہ ان غلطیوں اور کمزوریوں کا اقرار ہے۔ جو بتقاضائے بشریت ایک نبی یا رسول سے سرزد ہونی ممکن ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اسکے کہ خدا کے ایسے مقرب اور محبوب تھے۔ کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں گذرا نہ گذرے گا۔ پھر خاتم کمالات انسان تھے۔ افضل الرسل و افضل الانبیاء تھے۔ خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی میرا محبوب بننا چاہتا ہے۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کرے۔ کل دنیا کے انسانوں سے پاکیزہ و مطہر تھے مگر قدم قدم پر رب انی ظلمت نفسی۔ رب انی ظلمت نفسی کا نعرہ فرماتے۔ اور انسان اللہ کے حضور عاجزی کرکے گناہوں سے بچنے کے لئے جسقدر استعانت طلب کرتا اور اپنی کمزوریوں غلطیوں اور گناہوں کا اقرار کرکے معافی طلب کرتا ہے۔ اور آستانہ ایزدی پر اپنے آپ کو گرا دیتا ہے۔ اسیقدر مرتبہ پاتا ہے ؛

بالآخر میری یہ درخواست ہے۔ کہ اس نوٹ کو خارج کیا جاوے۔ اور اس آیت کے معنے درست کر دئے جاویں جیسے کہ مینے عرض کئے ہیں۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

# ترانہ احمدی

(خان صاحب وزیر خان گنہ دار تعمیرات کن)

اے منعم حقیقی تیرا ہے فضل و احساں
ہم قادیاں رہینگے۔ ہے قادیاں ہمارا

دنیا کے معبدوں میں توحید کے ترانے
گائیں گے سارے ملت یہ ہے نشان ہمارا

چمکے گا قمر کدعہ دنیا کی سرحدوں تک
ہے شاہد اور ناطق اس کا قرآں ہمارا

ہاں قادیان والو! اٹھو کمر کو کس لو
ہم ہوں گے اور ہوگا سارا جہاں ہمارا

بادصبا ہو تیرا جب قادیان میں جانا
کہیو وہاں خدارا نام و نشان ہمارا

جلدی دکھا دے یارب فضل عمر کا چہرا
وہ ہے امام بے شک صاحبقران ہمارا

مہدی کی ہے نشانی اور فضل ذوالمنن ہے
جم جم رہے سلامت وہ گلہ بان ہمارا

سب دشمن اسکے یارب خوار اور ذلیل ہوویں
اور ہو سدا مظفر وہ مہربان ہمارا

اب قادیان کیا ہے؟ جنت کا اک نشاں ہے
فردوس کا ہے منظر وہ گلستان ہمارا

باغ محمدی میں پلکر جوان ہوئے ہم
اور احمدی ہے دیکھو قومی نشان ہمارا

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے ہمارا جہاں ہمارا


مفت! مفت!! مفت!!!

## قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

اس نام کا ٹریکٹ نہایت موزون تحتی سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے اسمیں فاضل مصنف نے آرین کتب ہی سے نقلی حوالے اس قسم کے دیئے ہیں۔ جن سے آریوں کے ہردو عقائد کا تار و پود فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ جن اصحاب کو درکار ہوں۔ ذیل کے پتہ پر ۲ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوا سکتے ہیں

ملنے کا پتہ۔ کارخانہ رفیق حیات قادیان (پنجاب)



# خریف فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

## تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے ٹھہرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر ملک دار البقاء لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ ۱؎

## اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھندہ۔ جالا۔ پڑوال۔ کگرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (دستی)

## المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کانی قادیان (گورداسپور)


(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی کے لئے شائع ہوا)